بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچ

ایل نمبر ۱۳۹۲

زیر ادارت مولوی عبدالماجد صاحب دریابادی

لکھنؤ سے ہر جمعہ کو نکلتا ہے

قیمت سالانہ ۔ ۵ر

بیرون ہند ۷ شلنگ

قیمت ششماہی عہ

فی پرچہ ار

نمبر ۲۰ | (۹ - ذی قعدہ) ۱۳۴۴ھ (۲۱ - مئی) ۱۹۲۶ء | جلد ۲

سچی باتیں

اگر کوئی حکومت ایسی ہے، جو شراب کی تجارت کو صرف جائز ہی نہیں رکھتی، بلکہ ایک مستقل محکمہ اسی کے کاروبار کے لیے قائم کیے ہوئے، اور ہر سال اس تجارت سے ۵۰ کروڑ کی آمدنی حاصل کرتی رہتی ہے، تو اس حکومت کے خزانۂ عامرہ سے آپ کے لیے اپنا روزینہ یا مشاہرہ قبول کرنا کہاں تک جائز ہوگا؟ اگر کوئی حکومت ایسی ہے، جو سود کے کاروبار کو محض جائز ہی نہیں رکھتی، بلکہ اپنی عدالتوں سے سود کی ڈگری دلاتی ہے، اور سودی دستاویزوں کی تحریر کے لیے ایک پورا سررشتہ قائم کیے ہوئے ہے، تو اس حکومت کے زیر سایہ عہدہ و منصب قبول کرنا آپ اپنے لیے کہاں تک درست سمجھتے ہیں؟

اگر کوئی حکومت ایسی ہے، جو بجائے شریعت الٰہی کے، اپنے بنائے ہوئے قانون کے مطابق اپنی عدالتوں میں فیصلے صادر کرتی ہے، اور اپنی مسلمان رعایا کو انھیں فیصلوں کے ماننے پر مجبور کرتی ہے، تو اس حکومت کے ساتھ رشتۂ موالات و دوستی، ہواخواہی و وفاداری، جوڑے رکھنا آپ کی شریعت کے لحاظ سے کہاں تک جائز ہے؟

اگر کوئی حکومت ایسی ہے، جس کا قانون، تقسیم ترکہ و وراثت میں بجائے قرآن کے رسم و رواج خاندانی کو حکم بناتا ہے، اور رسم و رواج کے مقابلہ میں حکم شریعت کو منسوخ قرار دیتا ہے، تو ایسے قانون کا ماننا آپ پر فرض ہے، یا اس کا توڑنا؟ اگر کوئی حکومت ایسی ہے، جس کے قانون میں چوری کی سزا بجائے ہاتھ کاٹنے کے، اور حرام کاری کی سزا بجائے سنگساری کے قید ہے، اور مسلمان رعایا انھیں سزاؤں کے قبول و اختیار رکھنے پر مجبور ہے، تو اللہ کے قانون کو مٹانے والے اس قانون کے ساتھ ایک بندۂ مسلم کا طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟ اگر کوئی حکومت ایسی ہے، جو مسلمان فرماں رواؤں پر فوج کشی کے وقت مسلمان سپاہیوں کو، اور مسلمان رعایا کے مقابلہ میں مسلمان پولیس کو بھیجتی رہتی ہے، اور جب مسلمانوں کو قتل مسلم کی بابت شرعی وعیدیں یاد دلائی جانے لگتی ہیں، تو اس حکومت کا قانون اس تبلیغ کو جرم قرار دیتا ہے، تو ایسی حکومت اور ایسے قانون کے ساتھ وفادار رہنے کی بابت آپ کے ضمیر کا کیا فتویٰ ہے؟

اس الجھاؤ میں نہ پڑیے، کہ زید و عمرو کیا رائے رکھتے ہیں۔ اس چکر میں نہ پھنسیے، کہ آپ کے بزرگ اور آپ کے خورد، آپ کے ہمسر اور آپ کے ہم چشم کیا کر رہے ہیں۔ یہ نہ دیکھیے، کہ دوسروں کا رخ کدھر ہے، اور قدم کس جانب اٹھ رہا ہے۔ آنے والی زندگی میں اپنے اعمال کی جوابدہی آپ کو، اور صرف آپ کو، کرنی ہوگی۔ آج بھی اپنی ہی ذمہ داری محسوس کیجیے، اور دوسروں کے عمل کو دوسروں پر چھوڑ کر، خود اپنے سے اپنے عمل کی بابت فتوے حاصل کیجیے۔ اپنے دل کو ٹٹولیے، اپنے ضمیر سے سوال کیجیے، اور رات کی تنہائیوں میں، ساری دنیا کی طرف سے بے پروا اور بے نیاز ہو کر، صرف اپنے آقا اپنے مولا کو حاضر و ناظر جان کر، خود اپنے آپ سے سوال کیجیے، کہ ان حالات کے درمیان ایسے موقع پر، اس صورت حال میں، آپ کا طرز عمل، آپ کا تعلق، ایسی حکومت، ایسے قانون کے ساتھ، کیا ہے، اور کیا ہونا چاہیے؟

ہوش و حواس درست ہیں، ہاتھ پیر کام دے رہے ہیں، آنکھوں میں چمک اور سانس میں حرکت قائم ہے، کیا آپ خدا نخواستہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک، سب سے اونچے، سب سے بڑے، اور سب سے عرش والے کو اپنے سے روٹھا ہوا رکھیں گے، اور اپنے ہی جیسے عاجز و درماندہ و خاک کے پتلوں کے منانے اور سیوا کرنے میں لگے رہیں گے؟

"م"

شکریہ

اس وقت تقریباً سارے اسلامی معاصرین قوم کی بے بہری اور ناقدری کے شکار ہو رہے ہیں، جن پرچوں کی حالت آج سے چند سال قبل قابلِ رشک سمجھی جا سکتی تھی، وہ بھی آج سختی اور تنگی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ یہ اُن پرچوں کی کیفیت ہے، جنکی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ اشتہارات ہیں۔ سچ نے اس صیغہ کی آمدنی سے قصداً اب تک اپنے تئیں محروم رکھا ہے، اور خدا اسکے کارکنوں کو اس کی توفیق عطا کرے، کہ آئندہ بھی وہ اپنی اسی وضع کو نباہ سکیں۔ ایسی صورت میں اس کا مالی پہلو جیسا کچھ کمزور ہوگا، اُسکا اندازہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے، جو اخباری کاروبار کا ہلکا سا بھی تجربہ رکھتا ہے۔ سچ کی ادارت میں جو خامیاں اور نقائص موجود ہیں، اور جنکا پورا احساس ہے، اُنکی بنا پر ایڈیٹر کی یہ ہمت نہیں پڑ سکتی، کہ وہ موجودہ خریداروں پر ایک بار اسکا بھی ڈالے، کہ وہ زیادہ خریداروں کے پیدا کرنے میں اپنا وقت صرف فرمائیں۔ جتنے خریدار موجود ہیں، حقیقۃً یہ بھی محض رب کریم و رحیم ہی کی مرحمت و رحمت ہے، ورنہ پرچہ جو استحقاق تو اتنے کا بھی ہرگز نہ تھا۔ لیکن باینہمہ پچھلے سال بھی چند بھائیوں نے کارکنانِ سچ کی ہمت افزائی اپنے سر لے لی تھی، (جن کے اسمائے گرامی پچھلی جلد کے آخری نمبر پر درج ہو چکے ہیں) اور اس سال بھی خداوند رحمٰن و رحیم نے بعض بھائیوں کے دلوں میں کچھ ایسی ہی محبت سچ کی طرف سے ڈال دی ہے، جس کے عملی ثبوت دینے کے لیے وہ ہمہ وقت مستعد نظر آتے ہیں۔ سالِ رواں کے ان مہربانوں میں، سب سے پہلا نمبر نواب اختر یار جنگ بہادر ناظم سیاسی امور مذہبی، دولت آصفیہ دکن کا ہے، جنکی عنایت و توجہ الفاظ کے رسمی شکریہ سے بالاتر ہے۔ انکے بعد سید مرتضیٰ علی صاحب جج ہائیکورٹ ریاست بھوپال، منشی محمود احمد صاحب بیتابی، منصف پالونچہ (علاقہ نظام دکن) اور چودھری فرزند علی صاحب دریابادی کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ اور پھر سید محمد حنیف صاحب (لیکچرر اردو، الہ آباد یونیورسٹی) اور ڈاکٹر محمد اسلم فخر صاحب (گونڈہ) کی کوششیں بھی فراموشی کے قابل نہیں۔ یہ تمام حضرات جو سچ سے عملی دلچسپی اور ہمدردی رکھتے ہیں، اپنا اجر اس بڑے دربار سے پائیں گے، جہاں انعام و اکرام کی کمی نہیں۔ دنیا میں ان کا زیادہ شکریہ ادا کرنا، ان کے اجرِ اخروی کو گھٹانا ہے۔ اگر ایسی ہی بہت کچھ اور بھائیوں سے بھی ظاہر فرمادی ہوتی، تو آج سچ خود اپنا خرچ برداشت کرنے کے قابل ہو گیا ہوتا۔

"م"

تعزیت ناموں کی ایک اور قسط

مولانا عبد الرحمٰن مرحوم رفیق ایڈیٹر سچ کی تعزیت کا سلسلہ برابر جاری ہے، اور پچھلے تین ہفتوں میں پھر تعزیت ناموں کا ایک انبار لگ گیا ہے۔ اس آخری قسط میں سب سے قابلِ ذکر نام خواجہ حسن نظامی صاحب (دہلی)، شمس العلماء مولانا عبد الحمید (فرنگی محل) اور مولانا عبد السلام ندوی (اعظم گڈھ) کے ہیں۔ مرحوم کے شاگردوں کی تعداد اسکے علاوہ ہے، جو ملک کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ انکے ایک عزیز شاگرد کا ماتم نامہ تفصیل سے بھی موصول ہوا ہے۔ خدا ان سب داغ نصیبی اٹھانے والوں کے دلوں کو تسکین دے۔ چودھری خلیق الزماں (لکھنؤ) کے تعزیت نامہ کے الفاظ ذیل حرف بحرف سچ ہیں:۔

"دنیا کا طریقہ ہے، کہ اعزہ کی محبت، پابند خصوصیات، اخلاق، دینداری، ذہانت، وغیرہ نہیں ہوتی۔ انکا ذاتی تعلق خود اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ انھیں کسی دوسرے محاسن کے ڈھونڈھنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوتی، اس لیے اعزہ کی وفات انکے لیے ایک واقعہ ہوتا ہے، تاریخ نہیں ہوتی۔ اُن ہستیوں کو جو صرف صفات سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں، احباب کی وفات اُنکی زندگی کے لحاظ سے تاریخ ہو جاتی ہے۔ بیچوق میاں (ولایت علی) مر گئے، آج تک احباب میں رونا ہے، گو اعزہ بھول گئے۔ غلام حسین مرحوم مرے، بی بی نے اب شادی کر لی، مگر قوم کی بیوگی اب تک باقی ہے۔ عبد الرحمٰن مرحوم کو گو اہلِ عزیز جلد بھول جائیں، مگر قوم کا رونا مرحوم کے لیے ہمیشہ رہیگا...... ایسے نوجوان مسلمانوں میں نایاب ہیں۔ نگرام میں خدا نے ایک صدف پیدا کیا تھا، جس پر نگرام ہی نہیں، بلکہ مسلمان فخر کر سکتے تھے۔ نام و نمود سے بے تعلقی اُن کا جوہر اصلی تھا۔ آہ کہ موت اچھوں کو جلد چن لیتی ہے۔ مگر ایسے مرنے والوں کو مرا ہوا ہی کیوں کہیں"

"م"

گورنمنٹ بحیثیت ساقی کے!

ہماری قسمت کے مالکوں نے حال میں جب سے نئے عہدہ دار محکمہ حفظانِ صحت میں "پبلک ہیلتھ افسروں" کے نام سے مقرر کیے ہیں، جنکا کام یہ بتایا گیا ہے، کہ وہ دیہاتوں کے درمیان گشت لگا کر تندرستی کو نقصان پہونچانے والی چیزوں سے آگاہ کیا کریں گے، اور صحت قائم رکھنے کی تدبیریں بتاتے رہیں گے۔ ٹیک انڈیا سے معلوم ہوا، ان میں سے بعض سادہ مزاج افسروں نے یہ سمجھ کر، کہ واقعۃً انھیں وہی کرنا ہے، جو کچھ اُن کا فرض ظاہر کیا گیا ہے، یہ دریافت کیا، کہ آیا انھیں شراب کے نقصانات بھی لوگوں پر پیش کرنا چاہییں، اور لوگوں کو شراب خواری سے روکنا چاہیے؟ ظاہر ہے کہ شراب سے زیادہ مضر صحت شے اور کیا ہو سکتی ہے، شراب سے زیادہ وسیع اور مسلم نقصانات، جسمانی و اخلاقی دونوں حیثیتوں سے کس چیز کے ہیں؟ شراب سے زیادہ اور کون شے اس قابل ہے کہ اسکے روکنے کا پرچار دیہاتوں میں کیا جائے؟ لیکن سرکار دولتمدار سے جواب صاف یہ ملا، کہ

"ان افسروں کو شراب کے خلاف جہاد میں مشغول ہونے کی کوئی ضرورت نہیں"!

ان بیچاروں نے یہ نہ سوچ لیا، کہ جو گورنمنٹ خود ہی شراب کی تجارت کر رہی ہو، خود کو اس تجارت سے کروڑوں روپیہ سال کی آمدنی پیدا کر رہی ہو، خود ہی ایک بڑا وسیع محکمہ اس کاروبار کے لیے قائم کیے ہوا ہو، اس سے مخالفتِ شراب کی اجازت طلب کرنا کیسی نادانی کی بات تھی! ساقی تو یہی شکن ہے، جو جام بھر بھر کر پلا رہا ہو، یہ توقع رکھنا کہ وہ زاہد خشک اور واعظ بے جان کا کام اپنے ہاتھوں سے لیگا، کسی

کیا ہندوؤں کو بھائی کہنا ناجائز ہے؟

دہلی کے پچھلے اجلاس خاص خلافت کانفرنس میں ایک صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں جب ہندوؤں کا ذکر "ہندو بھائی" کہہ کر کیا، تو حاضرین کی ایک جماعت کو سخت اعتراض ہوا، اور انھوں نے کہا، کہ ہندوؤں کو بھائی کہنا ایک مسلمان کے لیے درست نہیں۔ مجلس کے ذمہ دار اصحاب مثلاً جناب صدر صاحب، اور مولانا شوکت علی صاحب نے اگرچہ برسر جلسہ ہی اس اعتراض کو لغو قرار دیدیا تھا، تاہم اشتعال قبول کرنے والی طبیعتوں کو ایک بہانہ ہاتھ آگیا، اور وہ اپنے اخبارات میں اس واقعہ کو بہت چمکا کر شائع کر رہے ہیں۔

بھائی کا لفظ، ہر زبان میں، نہایت وسیع معنی رکھتا ہے، اور ہر ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے، جہاں کسی مشترک شے پر زور دینا مراد ہوتا ہے۔ اشتراک، صرف اشتراک عقیدہ ہی کا نام نہیں، بلکہ جس قسم کا بھی اشتراک ہو، اسکے اظہار کے لیے بھائی کا لفظ لانا، ہر زبان میں بالکل جائز ہے۔ مسلمانوں کو جب ایک دوسرے کا بھائی کہا جاتا ہے، تو اس سے مراد دین و مذہب کے اشتراک سے ہوتی ہے، قبیلہ والوں کو جب بھائی کہا جاتا ہے، تو مراد نسب و خاندان کے اشتراک سے ہوتی ہے۔ اسی طرح جب ہندوستان والوں کو ایک دوسرے کا بھائی کہا جائیگا، تو اس سے مراد وطن کے اشتراک سے ہوگی، ہم عقیدگی اور ہم مذہبی کا کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔ فرنگیوں اور مسلمانوں سے آج کھلی ہوئی جنگ ہے، لیکن فرنگیوں کو بھی انسانیت کے اشتراک کے لحاظ سے بھائی کہنا بالکل درست ہوگا۔ عربی میں بھائی کے لیے "اخ" کا لفظ آتا ہے، اور اخ کے لیے لغت عرب میں تصریح موجود ہے، کہ علاوہ ولادت و رضاعت میں اشتراک کے مجازاً، قبیلہ، مذہب، صنعت، معاملہ، محبت، اغراض ہر قسم کی صنعت کے اشتراک کے موقع پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

یستعار فی کل مشارک غیرہ فی القبیلۃ او فی الدین او صنعۃ او فی معاملۃ او فی مودۃ و فی غیر ذلک من المناسبات۔ (راغب)

ایسوسی ایٹڈ پریس کی روایت ہے، کہ بعض معترضین نے یہ بھی کہا، کہ قرآن مجید کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔ کاش ایسا ہوا ہوتا! کاش قرآن کریم کو حکم بنایا گیا ہوتا! اس پاک کتاب میں ایک نہیں، متعدد موقعوں پر، عام مسلمانوں کو نہیں، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تک کو منکروں اور کافروں کا "بھائی" ارشاد فرمایا گیا ہے۔

(۱) والی عاد اخاہم ہودا (قوم عاد کی طرف انکے "بھائی" ہود کو پیمبر بنا کر بھیجا)
(۲) والی ثمود اخاہم صالحا (قوم ثمود کی طرف انکے "بھائی" صالح کو پیمبر بنا کر بھیجا)
(۳) والی مدین اخاہم شعیبا (اہل مدین کی طرف انکے "بھائی" شعیب کو پیمبر بنا کر بھیجا)
(۴) ولقد ارسلنا الی ثمود اخاہم صالحا (اور ہم نے قوم ثمود کی طرف انکے "بھائی" صالح کو پیمبر بنا کر بھیجا)

اسی طرح ایک مقام پر بعض ایک صفت مذموم (خرچ بیجا) میں شرکت کی بنا پر انسانوں کو شیطانوں کا "بھائی" قرار دیا ہے (ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین) حالانکہ ظاہر ہے کہ انسان اور شیطان کی جنس تک بالکل مختلف ہیں۔

"برادران وطن" کا لفظ یوں بھی بہت عرصے سے اردو میں غیر مسلم باشندگان ہند کے لیے مستعمل ہے۔

ایک برطانوی خاتون گاندھی جی کے آشرم میں

انگلستان کے ایک سابق ایڈمرل کی لڑکی، مس سلیڈ، اپنی امارت اور خوشحالی کی زندگی کو ترک کر کے پچھلے سال سے ہندوستان آگئی ہیں، اور ایک معتقد خادمہ کی حیثیت سے گاندھی جی کی خدمت میں رہا کرتی ہیں۔ حال میں احمد آباد کے ایک جلسۂ خواتین میں مس موصوفہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، جسکے اقتباسات ذیل پڑھنے کے قابل ہیں:-

"مجھے انگلستان میں سکون خاطر بالکل نہ مل سکا، اور مغربی تمدن کے حال زار کو دیکھ دیکھ کر میرے دل کو دکھ ہوتا تھا۔"

"میں نے محسوس کیا، کہ جنگ عظیم کے خاتمہ سے درد کی دوا پیدا ہوئی، اور میرے خیال میں یہ زندگی کی موجودہ کشمکش روز افزوں خود غرضیوں اور سابق طلبیوں کا نتیجہ ہے۔"

"میری دماغی بے اطمینانی بڑھتی گئی، تا آنکہ میں نے گاندھی جی کی تعلیمات کا مطالعہ شروع کیا، اور گاندھی جی زندگی کی جس سادگی کی دعوت دے رہے ہیں، اسکا میرے اوپر خاص اثر پڑا۔"

اسکے بعد مس موصوفہ نے بیان کیا، کہ اب وہ اپنی پچھلی زندگی سے اسقدر سیر ہو چکی ہیں، کہ اسکی کوئی خواہش انکے دل میں نہیں۔ گاندھی جی کی حسب ہدایت اپنے وطن ہی میں وہ اپنی زندگی کو سادگی و ریاضت کا خوب خوگر کر چکی تھیں، جب جا کر گاندھی جی کی خدمتگذاری کے قابل ہوئی ہیں۔ "م"

اپنے مراسلہ نگاروں سے

"ایک طالب علم" (سکندر آباد - دکن) مسئلہ دعا اور اسکے متعلقات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ بات بہت صاف ہے۔ آپ نے جو سوالات بھیجے ہیں، اور جن کے جواب میں آپ کی فرمائش ہے کہ اس بحث پر ایک "مفصل و جامع مضمون" جو مسئلہ کے ہر جزئی و کلی پہلو پر حاوی ہو، سچ میں تحریر کیا جائے، وہ موصول ہوگئے۔ آپ کی فرمائش کو پوری طرح پورا کرنے کا موقع تو سچ میں شاید کبھی بھی نہ نکل سکے، البتہ اگر گنجائش نکل سکی، تو اجمالاً انشاء اللہ آپ کی فرمائش کی تعمیل کی جائیگی۔

"مسلم" لکھنؤ۔ آپ کا مضمون بہت بعد از وقت پہونچا ورنہ درج کر دیا جاتا۔

(بقیہ صفحہ ۲)

اگر اس جد و جہد کو صرف وہ بجائے زمین کے حصول میں خرچ کریں، تو کیا اسکا ملنا دشوار ہے؟ وہی مسلمان زمیندار جو وظائف کے بعد نذرانہ وصول کرتا ہے، کیا اتنا بھی نہ کر سکے گا، کہ اپنی زمین جوتنے کے لیے ہم کو دے۔ صحیح ہے کہ مسلمان زمیندار ہندوستان میں کم ہیں، لیکن کیا اتنے کم کہ ہمارے علما کو دس بیگھہ زمین بھی نہیں دے سکتے؟ حالانکہ ہندو کسانوں کو روزمرہ دیتے ہیں۔ اور دینے پر مجبور ہیں۔ (باقی آئندہ)

(القاسم)

سچ کی پہلی جلد

۱۹۲۵ء کی چند مکمل جلدیں دفتر میں نکل آئی ہیں۔ اب سرورق طبع کرا کے نئی جلد بندی کرا لی گئی ہے۔ جو احباب چاہیں منگا لیں۔ قیمت ۵ر

مہتمم

اسلام اور غلامی

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

پچھلے پرچہ میں اسلام اور مسئلۂ غلامی سے متعلق جو چند سوالات درج ہوئے تھے، انکے جواب میں جناب مولانا سید سلیمان صاحب نے باوجود اپنی عدیم الفرصتی اور سفر حج کی مصروفیتوں کے، اڈیٹر سچ کی استدعا پر اپنے خیالات کو مختصراً قلمبند فرما دیا ہے، اس عنایت کے لیے وہ خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ (عبد الماجد)

آپ نے جن مسائل کی نسبت استفسار فرمایا ہے وہ نہایت تفصیل اور شرح وبسط کے طالب ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ میں سفر کی تیاری میں ہوں، تاہم آپ کے اصرار سے مجمل جواب عرض کرتا ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں یا احادیث میں کوئی ایسی صریح نص نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ لونڈی غلام کیونکر بنائے جائیں۔ اسلام سے پہلے تمام صحف آسمانی میں اسکی اجازت مذکور ہے، اور تمام دنیا کی قوموں میں اس کا رواج تھا خصوصاً رومیوں میں تمام کاروبار انھیں غلاموں کی بدولت چلتا تھا۔ عرب میں بھی اسکا رواج تھا، اور وہ دو طرح سے بنائے جاتے تھے، ایک تو یہ کہ لڑائی میں جو مرد عورت قیدی گرفتار ہوتے تھے، اور دوسرے یہ کہ ظالم لوگ ادھر ادھر سے دوسروں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو پکڑ لیتے آتے تھے اور انکو فروخت کر ڈالتے تھے۔

(۲) اسلام نے غلاموں اور لونڈیوں کی مصیبتوں کے کم کرنے کی بڑی کوشش کی ہے، اور انکے آزاد کرنے کو بڑے ثواب کا کام بتایا، مختلف گناہوں کے کفارے میں انکو آزاد کر دینے کا قانون بنایا، اور یہ کہا کہ وہ تمہارے بھائی ہیں، جو تم کھاؤ وہ انکو کھلاؤ، اور جو تم پہنو وہ انکو پہناؤ۔ انکو مارنا ایک گناہ قرار دیا، اور اسکا کفارہ انکو آزاد کر دینا بتایا۔ آپ نے اور صحابہ کرام نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کرایا۔ دار الحرب سے جو غلام بھاگ کر دار الاسلام میں چلے آئیں انکو آزاد قرار دیا، کوئی آزاد شخص پکڑ کر بک جانے سے غلام نہیں ہو سکتا، وغیرہ۔

(۳) آنحضرت صلعم کے طرز عمل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لڑائیوں میں جو قیدی گرفتار ہو کر آئیں اُن کے ساتھ امام وقت اسلامی مصالح کی بنا پر تین سلوک کر سکتا ہے، قتل، اگر اس نے کوئی شدید جرم ایسا کیا ہو۔ احساناً آزاد کر دینا، اگر اس سے اسلام اور مسلمانوں کے لیے کسی خیر کی امید ہو۔ یا بمعاوضہ فدیہ لے کر آزاد کر دینا، اگر مصلحت مالی اسکی مقتضی ہو۔

(۴) قرآن پاک میں ایک آیت ہے فاما منا بعد واما فداء یعنی لڑائی کے قیدیوں کو یا احساناً بلا معاوضہ آزاد کر دو یا زر فدیہ لے کر۔ اس سے سید احمد خاں مرحوم نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جنگ کے بعد قیدیوں کے ساتھ یہی دو سلوک کیے جا سکتے ہیں، یعنی انکو فوراً آزاد کر دینا چاہیے یا بمعاوضہ یا بلا معاوضہ میرے خیال میں اس مسئلہ میں صریح تسامح ہے۔ اگر مسلمان تا تعین یہ دو صورتیں فوری آزادی کی فرض کر دی جائیں، تو اسکے صاف معنی یہ ہیں کہ مسلمان ہمیشہ زیر بار رہیں، اور مالی نقصان بلکہ فوجی نقصان اٹھائیں، کہ جب دشمنوں کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ مسلمان جنگ کے بعد قیدیوں کی فوری آزادی پر اپنی شریعت کی رو سے مجبور ہیں، تو ایسی حالت میں انکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ فوراً زر فدیہ دیکر اپنے قیدیوں کو آزاد کرا لیں۔ اس لیے مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ اُس زمانہ کے قانون بین الاقوامی کے رو سے باہم ایک دوسرے کے قیدی لونڈی غلام بنائے جاتے تھے، اس لیے اسلام نے بھی انکے مقابلہ میں یہی قانون رکھا۔ اگر دنیا کی قومیں مل کر اس قانون کو اٹھا دیں، تو مسلمانوں کا امام وقت بھی دشمنوں کے قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک اور اب بھی کر سکتا ہے۔ آج کل بھی ایک دوسرے کے قیدی جب تک صلح نہ ہو جائے، قید ہی رہتے ہیں، اور جنگ کے بعد مخصوص شرائط کے ساتھ قیدیوں کا باہم تبادلہ ہوتا ہے، اور ایک دوسرے کو اپنے قیدیوں کے اخراجات ادا کرتے ہیں۔

(۵) اسلام نے اُن قوموں کے ساتھ جو قیدیوں کو غلام بناتے تھے یہ رکھا ہے کہ اُنکے قیدی بھی غلام بنائے جا سکتے ہیں، لیکن اُنکے ساتھ اسلامی سلوک کیا جائے۔ جنگ کے بعد یا وہ بے معاوضہ آزاد کر دیے جائیں، یا اُسوقت تک آزاد نہ ہوں جب تک وہ اپنا زر فدیہ نہ ادا کریں۔ زر فدیہ ادا کرنے کی متعدد صورتیں ہیں، یا کوئی دوسرا یا وہ خود روپیہ دیکر فوراً آزاد ہو جائیں، یا اُنکے پاس روپیہ نہ ہو، اور کوئی دوسرا بھی انکی طرف سے ادا نہ کرے، تو وہ خود اپنے میں ایسی لیاقت رکھتے ہوں کہ وہ کما کر ادا کر سکتے ہیں، تو قرآن پاک نے حکم دیا ہے کہ ایسے غلاموں کو اجازت دی جائے کہ وہ کما کر روپیہ ادا کریں اور آزاد ہو جائیں، اسی کو مکاتبت کہتے ہیں۔

(۶) غلاموں کے خرید و فروخت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ بازار کی ایک چیز ہیں جو خریدے اور بیچے جاتے ہیں، بلکہ اسکی تعبیر یہ ہے کہ کوئی آقا جو اپنے قیدی کو بے معاوضہ آزاد کرنا نہیں چاہتا، اور غلام میں زر فدیہ ادا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ اُسے دوسرے کے ہاتھ میں روپیہ لیکر منتقل کر دے سکتا ہے، یعنی وہ اُسی زر فدیہ کو دوسرے سے وصول کر کے اُسکی ادائیگی کے حق میں غلام اُسکے حوالہ کر دیتا ہے، تاکہ وہ اس سے اس رقم کو وصول کر لے، یہاں تک کہ وہ کہیں جا کر ادا ہو جائے۔

(۷) جو قیدی گرفتار ہو کر آتے تھے اور انکا زر فدیہ ادا نہیں ہوتا تھا، اور وہ قید رہتے تھے، اُنکے ساتھ دو سلوک کیے جا سکتے تھے، یا تو وہ سلطنت کے قیدی رہتے، اور قید خانہ میں قید رہتے، اور سلطنت اُنکے تمام مصارف خورد و نوش اٹھاتی، تو اس طرح سلطنت مفت میں زیر بار ہو کر تباہ ہو جاتی، اور بڑا نقصان اٹھاتی کہ بین الاقوامی قانون اُسوقت نہ موجود تھا اور نہ ممکن تھا، اس لیے اُس نے یہ کیا کہ اُن قیدیوں کو اشخاص پر تقسیم کر دیا، تاکہ وہ اُنکے خورد و نوش و آرام کا بندوبست کریں، اور وہ اُس کے معاوضہ میں اُنکی خدمت کریں۔

(۸) عورتوں کا معاملہ خاص طور سے اہم تھا کہ وہ نازک شیشہ ہیں، وہ اشخاص کی خدمت میں شب و روز رہیں، اور پھر وہ جائز رغبات انسانی سے پاک رہیں، اور اپنے کو پاک رکھیں، یہ محال حالت پیش آتی۔ اور پھر نوازق ہوتے، تو انکی حیثیت عصمت فروش بیسواؤں کی ہوتی، اور یا تو حمل کی صورت میں وہ ناجائز اولاد کو قتل کرتیں، اور ہلاک کرتیں، اور یا اُنکی اولاد قانون

سے محروم ہو کر جائز قرار پاتیں، اسلام نے یہ کیا کہ وہ اپنے آقاؤں کے لیے جائز قرار دی گئیں۔ بصورت اولاد، ان کی بیع ممنوع قرار دی، اور اُن کی اولاد کو حُری اولاد قرار دیا۔ یہی مطلب آیا کرم کی صورت ہے، نذیر صاحب مرحوم نے اسکے ترجمہ میں صریح غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

(۹) میں نے کہا ہے کہ قرآن و حدیث کی نص سے یہ ثابت نہیں ہے کہ لونڈی غلام کس طرح بنائے جائیں، مگر عہد نبوی اور عہد خلافت کے طرز عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف یہ ہے کہ کسی امام کے زیر علم کسی غیر مسلم دشمن سے جنگ میں جو قیدی گرفتار ہوں، وہی لونڈی غلام بنائے جاتے تھے۔ آج کل جن اسلامی ملکوں میں لونڈی غلام ہیں، وہ ہرگز شرعی لونڈی غلام نہیں، کہ یہ صفت اُن میں نہیں پائی جاتی۔ لوگ افریقہ کے سواحل سے بچوں کو پکڑ لاتے ہیں بلکہ چرا لاتے ہیں، یا ماں باپ انکو بیچ دیتے ہیں، وہی لاکر دوسرے ملکوں میں بیچ ڈالے جاتے ہیں، یہ ہرگز شریعت میں جائز نہیں۔

(۱۰) اوپر کے بیان سے معلوم ہوگا کہ یہ انھیں قوموں کے قیدیوں کے ساتھ سلوک ہوتا تھا، جو مسلمان قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک کرتے تھے، اسلیے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے اصول پر ایک قسم کی انتقامی کارروائی تھی، جبکو معاف کر دینے، اور جس سے درگذر کر دینے کی بھی مسلمانوں کو اجازت تھی، اب کہ دنیا کی تمام قوموں نے مل کر بالاتفاق یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک دوسرے کے قیدیوں کے ساتھ اب ایسا سلوک نہیں کرینگے، اور عملاً اسکی تصدیق بھی ہو رہی ہے، اسلیے مسلمانوں کے امام کو بھی اجازت ہے کہ وہ اس اتفاق عام پر اپنے دستخط بھی ثبت کر دے، اس لیے دنیا کی اُن تمام قوموں کے ساتھ جو مسلمان قیدیوں سے اس قسم کا سلوک نہیں کرتے اور انکو لونڈی غلام نہیں بناتے، مسلمان بھی ان کے قیدیوں ...... کے ساتھ اس قسم کا سلوک نہیں کر سکتے، اور نہ لونڈی غلام بنا سکتے ہیں، اور نہ اب انکی خرید فروخت جائز ہے، اور نہ ایسی قیدی عورتوں سے تمتع جائز ہے، الا یہ کہ وہ ایسی قوم کے قیدی ہوں جو مسلمان قیدیوں کو غلام اور مسلمان عورتوں کی توہین کرتی ہو،

یہ نہایت اختصار کے ساتھ لکھا گیا ہے، اس لیے معذرت چاہتا ہوں اگر اسکے بعض پہلو زیادہ روشن نہ ہوں۔ واللہ مسئول التوفیق للصواب۔

نماز و روزہ کا "تماشہ"

خواجہ کمال الدین صاحب نے جب سے اپنی تبلیغی کوششوں کا مرکز فرنگستان کی سرزمین کو بنایا ہے، قدرۃً اسلام اور مسلمانوں پر اہل فرنگ کی نظریں زیادہ پڑنے لگی ہیں۔ چنانچہ ابکی مرتبہ بھی رمضان اور عید کے سلسلے میں برطانیہ پریس نے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق اپنی دلچسپی اور واقفیت کے خاصے پُرلطف نمونے پیش فرمائے ہیں۔ پچھلی ولایتی ڈاک سے ڈیلی ٹیلیگراف، ڈیلی میل، مارننگ پوسٹ، ڈیلی ہیرلڈ، پرنشم ڈیلی میل، پارک شائر پوسٹ وغیرہ بہت سے ولایتی پرچے موصول ہوئے ہیں، جن میں رمضان اور عید کے تذکرے موجود ہیں، اور بعض میں عید کے نمازیوں کی تصویریں بھی درج ہیں۔ لیکن ان تذکروں اور تبصروں کا لب لباب کیا ہے؟ روزہ کی حقیقت، ماہ مبارک کی غایت، اور نماز عید کے مفہوم، کے سمجھانے یا سمجھنے کی خفیف سی کوشش بھی نہیں، بلکہ یہ کہ

"ووکنگ کی مسجد میں عید کے دن بہت سے لوگ شوخ و رنگین لباس پہن کر جمع ہوئے، اور بعض "ٹاپ ہیٹ" اور فراک کوٹ پہنے ہوئے تھے"۔ (ڈیلی ہیرلڈ)

امام کا لباس سادہ اور سیاہ تھا، باقی عام حاضرین زیادہ تر شوخ اور رنگین لباسوں میں تھے، اور بعض کے سروں پر ٹاپ ہیٹ" تھی"۔ (مارننگ پوسٹ)

رمضان جب گرمیوں میں پڑتا ہے، تو مشرقی ملکوں میں روزہ کی سختیوں کا ٹھکانا نہیں رہتا۔ دن بھر کی بھوک پیاس شام کے وقت روزہ دار بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اعلیٰ اعلیٰ غذاؤں اور لذیذ افطاریوں کے انتظار میں رہتے ہیں، اور غروب آفتاب سے لیکر طلوع فجر تک بڑی سے بڑی مزہ دار نعمتوں کا لطف اٹھاتے رہتے ہیں۔ (برنشم ڈیلی میل)

چھوٹے بچوں کے نزدیک عید نام ہوتا ہے نئے اور رنگین کپڑوں کے پہننے کا، اور روزہ نام ہوتا ہے، اچھی اچھی افطاریاں کھانے کا۔ کیا "دانایان فرنگ" کی ذہنیت بھی ٹھیک اسی منزل پر ہے؟ کیا انکے سنجیدہ سے سنجیدہ دماغ کے نزدیک بھی نماز اور روزہ کی حیثیت ایک تفریح یا تماشہ سے زائد نہیں؟ "مہذب" قوموں کے علوم و فنون الگ رہے، کھیل کود (کرکٹ، فٹ بال، رگبی وغیرہ) شاید اس قابل ہیں، کہ انکے ساتھ "نیم مہذب" قوموں کے نماز و روزہ، عبادتوں اور ریاضتوں کے مقابلہ میں زیادہ توجہ و اعتنا کیا جائے! "م"

ایک محقق[*] کا فتویٰ

یہود نے حضرت مسیح کی والدہ ماجدہ کو جس طرح بدنام کر رکھا تھا، اسلام نے آتے ہی حضرت مریم صدیقہ کی بزرگی و پاکدامنی کی شہادت دی، حضرت مسیح کو اللہ کے بھیجے ہوئے سچے رسول کی حیثیت سے پیش کیا، انجیل کی صداقت پر گواہی دی، قرآن میں مسیحیوں کی ایک ہی جگہ نہیں، بار بار تعریف بیان کی، مسیحیوں کو مسلمانوں کا دوست بیان فرمایا، حضرت مسیح کی راہ پر چلنے والوں کی نرم دلی و خاکساری کی مدح و صفت کی، اسلامی خدا اور مسیحی خدا کو ایک بیان کیا، اور اسلام و مسیحیت کے قریبی رشتہ اور تعلق پر خاص زور دیا، یہ اسلام کا پیام محبت تھا۔ اس پیام کا جو جواب بیسویں صدی کی روشن خیال اور بے تعصب، انصاف پسند اور تحقیق دوست دنیائے مسیحیت دے رہی ہے، وہ خود مسیحی کی زبان سے سننے کے قابل ہے۔

وسط اپریل میں لندن میں نائل مشن (ایک مسیحی مشن جو مصر میں قائم ہے) کا اکیسواں سالانہ جلسہ ہوتا ہے، جلسہ کے خاتمہ پر ریورنڈ فراش پریڈنگ تقریر کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ وہ مقدس سال بزرگ ہیں، جو آج سے تیس سال قبل افریقہ میں مشنری رہ چکے ہیں اور حال میں پھر شمالی افریقہ کی سیاحت سے واپس آئے ہیں۔ آپ یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں:

"میری رائے میں، اسلام اور مسیحیت کے درمیان کوئی شے بھی مشترک نہیں۔ مسلمانوں کا خدا وہ خدا نہیں ہے جسکو ہم جانتے اور جس سے ہم محبت کرتے ہیں۔ مسلمان جس جنت کی آرزو کرتے ہیں اسکے اُس جنت سے کوئی نسبت نہیں جسکے ہم منتظر ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اسلام کے متعلق ہم اپنی رائے درست کریں۔ اسلام ایک بدترین مذہب ہے، خصوصاً حقوق نسواں سے متعلق"۔

[*] یہ وہ رپورٹ ہے، جو خود مسیحیوں ہی کے ایک لندنی پرچہ "لائیف آف فیتھ" نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۱- اپریل میں شائع کی ہے۔ "م"

جدید تمدن کا ماتم

(۳)

(از مولانا مناظر احسن صاحب)

جن کی تعریف کرنا چاہتے ہو اس قوم کی کوئی عورت کچھ دور تک کسی صحرائی مقام کو عبور کر لیتی ہے تو دنیا میں غلغلہ مچ جاتا ہے۔ لیکن دنیا اندھی ہے اور نہیں دیکھتی کہ اسلام کے ایک ایک قانون کو بجا لاتے ہوئے بھی ایک نہیں دو نہیں سیکڑوں بلکہ ہزاروں مسلمان عورتیں ہر سال ہزارہا میل کی مسافتوں کو طے کرتے ہوئے، سمندروں کو عبور کرتے ہوئے لق و دق مقام سے گذرتے ہوئے جہاں نہ ریل ہے نہ جہاز نہ موٹر ہے نہ ٹرینیں، قدیم زمانہ کی پرانی سواریوں یا پا پیادہ ہی، وہ اس ملک میں داخل ہوتی ہیں جہاں کی بداخلاقی ضرب المثل ہے اور جہاں کی دشوار گذار راہیں آج بھی اسی قدر سخت ہیں جیسی پہلے تھیں۔ وہ اس ملک میں جاتی ہیں پہاڑوں پر گھومتی ہیں، گھاٹیوں میں دوڑتی ہیں اور یہ سب کرکے ہر سال بخیر و خوبی اپنے اپنے وطن واپس آجاتی ہیں۔ یہ نہ خیال کرو کہ ایسی عورتیں صرف ہندوستان میں ہیں، چین سے جاوہ سے بخارا سے [illegible] سے، قازان سے، تیونس سے، الجزائر سے، مراکو سے، الغرض مشرق سے مغرب سے، افریقہ سے، ایشیا سے، یہی پردہ نشین خاتونیں جن کو گھر کے پنجروں میں مقید سمجھا جاتا ہے نہایت آسانی کے ساتھ ایسے خطرناک سفر کو اختیار کرتی ہیں، لیکن یہ ضرورت ہے، اور ہر مسلمان عورت ضرورت کے وقت وہ سب کچھ کر سکتی ہے جو دنیا کی کسی قوم کی عورت سے ممکن نہیں۔ مگر بے ضرورت جس طرح مردوں کے لیے باعث شرم ہے کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر گھر میں گھسے رہیں، اسی طرح عورت کے لیے عار ہے، باعث ننگ ہے کہ گھر کے انتظام بچوں کی پرورش سے علیحدہ ہو کر مردوں کے مجمع میں گھس کر اپنے کو دکھ پہونچائے، فتنہ میں مبتلا کرے۔ مرد کی دنیا باہر ہے اور وہ اس میں آزاد ہے۔ عورت کی دنیا اندر ہے اور وہ اس میں آزاد ہے۔ اور ان ہی مختلف حیثیت محدود و معتدل آزادیوں سے وہ مسکن "آرام گاہ" تیار ہوتی ہے۔ جس کو "اسلامی گھر" کہتے ہیں۔

خیر بات کہاں سے کہاں جا پہونچی۔ میں تو اس امریکی حکیم کے افسانۂ درد کو نقل کر رہا تھا جس کو وہ بیان کرتا جاتا ہے اور روتا جاتا ہے۔ اپنی تباہی کی دوسری دلیل ان لفظوں میں درج کرتا ہے۔

(۲) سب سے بڑا روگ ہمارے تمدن کی جان کو یہ لگا ہے کہ بچے ماں باپ کے قابو سے باہر ہوگئے ہیں، اور اپنی خام و ناقص عقل کے مشوروں پر چلنے کو آزادی خیال کرتے ہیں۔ آج یہ حال ہے کہ باپ بیٹے کو کسی خاص فن کے پڑھنے کا مشورہ دیتا ہے لیکن لڑکا نہیں مانتا اور آئے دن اسی قسم کی باتوں پر جنگ چھڑ جاتی ہے اور ہر گھر میں فساد کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ وہ اس پرانے زمانہ کو یاد کرتا ہے جب عقوق الدین (ماں باپ کی نافرمانی) گناہ کبیرہ خیال کی جاتی تھی۔ کاش اب بھی سمجھنے والے سمجھیں کہ قرآن نے ان ناشکروں کو شدید "وبالوالدین احسانا" (اللہ کا کسی کو ساجھی نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو) میں توحید کے ساتھ احسان بالوالدین کو کیوں ملایا ہے اور لا تقل لہما اف ولا تنہرہما (والدین کے حکم پر اُف بھی نہ کرو اور نہیں نہ جھڑکو) اس کا کیا راز ہے؟ اور حضرت کو کن خطروں سے پاک و صاف رکھنا خالق تعالیٰ کا مقصود ہے؟ کیا ہے نفیروں میں کوئی گوش حق نیوش بھی ہے؟

(۳) "ہم گر رہے ہیں"۔ اس کا بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ ہمارے دولتمند فرقے جو پیسے سے بڑے کنبہ کو پال سکتے ہیں، ان کو اولاد سے نفرت ہو گئی ہے۔ جتنی وسع وہ کوشش کرتے ہیں کہ جہاں تک بچے کم ہوں بہتر ہے۔ ان ہی کے بالمقابل غربا فقرا اپنی نسل سے ملک کو پاٹ رہے ہیں۔ اور فقر و فاقہ کی وجہ سے وہ خود کمزور و ناتوان ہوتے ہیں اس لیے ان کے بچے بھی کمزور ہی پیدا ہوتے ہیں۔ پھر ان میں اتنی وسعت نہیں ہوتی کہ ان بچوں کی صحت و عافیت کی پوری نگہداشت کر سکیں۔ اور اسپر طرہ یہ کہ خیراتی اسپتالوں کے اطبا ان ہی کمزور بچوں کو اپنے کارنامے روشن کرنے کے لیے تختۂ مشق بناتے ہیں۔ آج ان ساری باتوں کا یہ انجام ہے کہ لنگڑوں، لولوں، اندھوں، بہروں، کوڑھیوں اور مختلف امراض اور آفات سے ماؤف انسانوں سے ہماری اجتماعی زندگی معمور ہو رہی ہے۔ حال ہی یوجینی کانفرنس (انجمن اصلاح نسل) نے جو رپورٹ پیش کی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آفت رسیدہ افراد دونا بڑھ رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نسل انسانی یعنی ان قوتوں کے مجموعہ کا بڑھنا جس کو انسان کہتے ہیں اور جس سے زیادہ بڑی قوت سیل کائنات میں کوئی نہیں ہے۔ یہ عظیم الشان ترقی کی خواہش رکھتا ہے۔ لیکن جب بدنظمی و بے آئینی طریقہ سے یہ کام اس کے ملک میں ہو رہا ہے اس سے بجز اسکے کہ اس سے بجائے کسی فائدہ کے زیادہ تر نقصان ہی پہونچ رہا ہے۔ لیکن دیکھو ایک وقت اسلامی امرا پر آج ہنستے ہیں جو چار بیویوں کے ساتھ ساتھ سراری (لونڈیاں شرعیہ عورتیں) رکھتے تھے۔ اسلامی قانون نے انکو اسکی اجازت دی تھی دولت انکے پاس وافر تھی۔ وہ ان بیویوں، لونڈیوں اور ان سے جو بچے پیدا ہوتے تھے نہایت فراخدلی کے ساتھ انکی پرورش کر سکتے تھے اور کرتے تھے۔ انکو پڑھاتے لکھاتے تھے۔ فنون جنگ میں ماہر بناتے تھے پھر ان ہی میں کوئی سپہ سالار ہوتا تھا کوئی صوبہ دار، کسی کے ہاتھ میں علم کی باگ ہوتی تھی، کوئی میدان سیاست کا شہسوار۔ حتی کہ ان میں کتنے ایسے تھے جو اورنگ جہانبانی تک پہنچے، بلکہ سچ بات کہنا چاہیے کہ ان ہی ملوکات سے ہارون پیدا ہوا تھا اور مامون دنیا میں ظاہر ہوا تھا۔ اسی کے بالمقابل مسلمانوں میں جو محتاج طبقہ ہوتا تھا اسکے پاس اتنی گراں قدر رقم کہاں ہوتی تھی کہ لونڈیوں کو خرید سکتا ہو اور نہ اتنی وسعت ہوتی تھی کہ ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کو لاکر عدل اسلامی کے ساتھ رکھ سکتا ہو اسی لیے امرا ہی کی اولاد زیادہ پھیلتی تھی غربا اس اجتماعی مضرت سے بچے ہوئے تھے۔ اگرچہ اب بھی کچھ ہیں لیکن تاکہ امریکہ کے فقیروں کو اتنی

لہ سنا جاتا ہے کہ اسکے لیے اب امریکہ میں خاص خاص تدبیر اختیار کی جاتی ہیں۔ نکاح صرف زینۂ عیش رہ گیا ہے۔ اگرچہ براہ راست یہ لوگ قتل اولاد کے خانہ اسوقت تک مرتکب نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن جو کچھ کرتے ہیں تاہم وہ بھی ایک طرح سے قتل اولاد ہی ہے۔

ورنہ یہیں کہاں سے مل جاتی ہیں جن کی بدولت وہ اپنی نسل سے ملک کو پاٹ رہے ہیں۔ سنا جاتا ہے کہ اس ملک میں تعدد ازدواج کی اجازت نہیں ہے اور یہ بھی تو بچارے مفلس کے لیے ایک بیوی کی پرورش دوبھر ہو رہی ہے وہ چند کو کیا سنبھال سکتا ہے؟ کیا کہا جا سکتا ہے اس سوال کے جواب میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ شاید اُن ممالک سے جنکو زیادہ واقفیت ہوگی وہ اس کو حل فرما سکتے ہیں۔

(۴) اور سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کی دولت سمٹ کر محض چند مخصوص نفوس کے ہاتھوں میں پہونچ گئی ہے۔ اور اس نے عوام الناس کے قلوب میں غم و غصہ کی آگ بھڑکا دی ہے۔ اور یہی وہ راز ہے کہ آج ملک کے مزدور نہایت سرعت و تیزی کے ساتھ بالشوکی خیالات سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اسکی دولت قاہرہ، حکومت قاہرہ محض اسی چٹان سے ٹکرا کر پرزے پرزے ہو گئی۔

عوام الناس کے سینوں سے تباہ و برباد کر دینے والے شعلے زبانیں نکال رہے ہیں۔ کوئی عارف ہوتا تو سمجھتا کہ اسکے پس پردہ وہی بے آواز لاٹھی ہے۔ جسکے چلانے والے نے سارے بنی آدم کو مخاطب کر کے اعلان کیا ہے

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ | اگر (سود چھوڑنے سے) باز نہ آؤ گے تو پھر اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کرنے کو تیار ہو جاؤ۔

کیا جنگ کا اعلان ہو گیا؟ مزدوروں کے دلوں سے، دماغوں سے کس کی فوج، کس کی قوت اُبلتی چلی آ رہی ہے؟ فاین المفر۔

لیگ کے جال پھیلانے والوں، ٹرسٹ کے جرتھے، سیریوں سے سیراب ہونیوالوں کو جبار کے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ "سود مند" کے ایڈیٹر میں بھی اس مقابلہ کی تاب نہیں ہے۔

(۵) دولت کی یہ فراوانی، ہمارے قانون کی بوقلمونی اور وکالت کی نکتہ آفرینی، ان چند عجیب ہیئت نے ہماری مصیبتوں میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ کہ جرائم کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے۔ دولتمند جرم کرتے ہیں، قانون اثبات جرم میں منطقی دقیقہ سنجیوں کی قدر کرتا ہے۔ وکلاء کرایہ پر اپنی گفتگو چلاتے ہیں اور اسطرح جرم چھپ جاتا ہے مجرم دلیر ہوتا ہے اور جس مقدار میں اُسکے پاس دولت ہوتی ہے اُسی پیمانہ پر بے دھڑک جرائم کا ارتکاب کرتا جاتا ہے۔

کیا اس کے بعد بھی اگر کوئی قرآن کی آیت:

ولا تکن للخائنین خصیما | اور خائنوں کی طرف سے خصیم (پیروکار) نہ ہو

تلاوت کرے اور جو لوگ اسی پیشہ پر زندگی بسر کر رہے ہیں اُن پر افسوس کرے تو پھر بھی اُس پر "تنگ نظر ملا" ہونے کا الزام تھوپا جا سکتا ہے؟

(۶) ایک اور نحوست جو ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے اور جسے زوال پذیر رومیوں سے ہمیں بہت کچھ مشابہ کر دیا ہے، یہ ہے کہ ہر طبقہ میں شہری زندگی کا مذاق پھیلتا جاتا ہے۔ تھوڑی سی ثروت کے بعد لوگ دیہاتی زندگی سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ اور کاشتکاری جیسے شریف و مفید فن کو چھوڑ کر شہروں میں بستے جاتے ہیں۔

اس مکمل نے اگرچہ یہ نہیں بیان کیا ہے کہ اس بدمذاقی کا اثر یورپ کی کاشت پر کیا پڑ رہا ہے۔ لیکن کیا اسکے بعد بھی گنگا و جمنا، ستلج و چناب، گوداوری، کرشنا کی آغوش میں رہنے والے نہ جاگیں گے؟ جو آنکھیں بند کیے اسی گڑھے کی طرف جا رہے ہیں، اور تیزی کے ساتھ جا رہے ہیں۔ جس میں انکے پیشرو گر چکے ہیں یا گرنے والے ہیں۔ خدا کی نعمتوں کو کیوں ٹھکراتے ہو؟ اے کاش، ان میں کوئی ہوتا جو اپنے وطن عزیز کو، اس وطن کو جس کا کوئی خاص حصہ نہیں بلکہ چپہ چپہ ہر قسم کی پیداوار اُگلنے کے لیے تیار ہے۔ اسکو ان ریگستانی وادیوں پر قیاس نہ کرتا جہاں میں نہ آفتاب اپنی روشنی ڈالتا ہے اور نہ اپنی حرارت کے ذخیروں کو فیاضی کے ساتھ نچھاور کرتا ہے۔ اور اس امت مرحومہ تک اس پیغام کو کون پہونچائے کہ تم جسکے سہارے بیٹھے ہو اور جس سے تمہاری حقیقت تیار ہوئی ہے ان کا فرمان ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ان قامت الساعة وفي يد احدكم فسيلة فان استطاع ان لا تقوم حتى يغرسها فليغرسها (رواه البخاري في الادب و احمد في مسنده) | اگر قیامت بھی قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کوئی پودا ہو اور اگر وہ اتنی بھی استطاعت رکھتا ہو تو اُسکو چاہیے کہ بغیر بوئے نہ اُٹھے۔

لیکن ہم نے تو قیامت سے بہت پہلے زمین چھوڑی، کھیت چھوڑے، باغوں سے علیحدہ ہوئے اور وہی شہری زندگی جسکے لیے ہم اسلئے کرایہ پہ چلا کر شکم پروری کی جائے۔ تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آتا، کچھ ٹھکانا ہے اس عمل خیر کی قوت کا، کہ حدیث میں آیا ہے

من غرس غرسا فاثمر اعطاه الله من الاجر قدر ما يخرج من الثمرة (رواه ابن خزيمة) | جس کسی نے کوئی درخت لگایا اور اس میں پھل آئے تو اس کا خدا اسی قدر اجر دیگا جس قدر اس میں پھل آئیں گے۔

کیا کاشتکاری پر زور دینے اپنے معاش و معاد کو اس کے ذریعہ درست کرنے کا حکم اس سے بھی زیادہ امید افزا اور روح پرور ہو سکتا ہے؟ ایک درخت میں کتنے پھل آتے ہیں؟ اور ہر سال کا اگر حساب کیا جائے تو انکو کون شمار کر سکتا ہے۔ پھر ان لاکھوں کے اجر اور ثوابوں کی کچھ حد بھی ہے؟

اور سب سے زیادہ حیرت تو اُن پر ہے جنھوں نے اپنی عمر نیکی کے سیکھنے اور اُس کے ذخیروں کے جمع کرنے میں صرف کی اور کر رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی کو اس پر تنبیہ نہیں ہوئی کہ جس طرح درس دینا، پڑھنا، پڑھانا ثواب ہے۔ جس قانون نے اسکو ثواب بنایا ہے اُسی نے یہ کہ

ما من مسلم يزرع زرعا او يغرس غرسا فياكل منه طير او انسان او بهيمة الا كان له به صدقة (ترمذی) | کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کہ وہ کھیتی کرے یا درخت لگائے اور اس سے پرند یا انسان یا مویشیوں نے کچھ کھایا تو یہ اسکی طرف سے صدقہ نہ ہوگا (یعنی صدقہ ہوگا اور جو اس کا ثواب ہے ملے گا)

پھر ان میں کتنے ہیں جنھوں نے اس پر دھیان کیا؟ پنجاب کے مشرقی کالج کے امتحان کا سب کو شوق ہے، تاکہ کوئی ہمیں کرایہ پر رکھے اور وہ یہ کرایہ ادا کر دیا کرے۔ ہم شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب کی زمین روندتے پھرتے ہیں، ذلتیں اٹھاتے ہیں، خوار ہوتے ہیں۔ خود تو کیا ذلیل ہوتے کہ عزت سو در سو وطو مسکین ہے، لیکن جس علم کے حامل ہیں اُس کو ہر گراں مایہ کے ارزاں ہیں، سچ تو یہ ہے کہ اس پر آنچ آتی ہے۔ تجارت کے لیے تو حیلہ کافی ہے کہ سرمایہ نہ ہونے سے مجبور اس عہد میں تجارت ناممکن ہے۔ لیکن زراعت و فلاحت میں کیا مانع ہے؟ سرمایہ یا زمین کا سوال غلط ہے وہی کد و کاوش جو وہ اخفانہ روزی یا جستجو سے کرایہ دار بھی ہم کر سکتے ہیں؟

اردو میں ۱۱ — اردو میں ۱۱

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

تصوف

یادگار دستگیر ۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی مشہور تصنیف الطالبین کا ترجمہ جس کا سیدی بار بار تاکید کی۔ الفتح الربانی و الفیض الرحمانی ۔ حضرت جن کے آپ کے مواعظ کا ترجمہ جن کو سن کر لاکھوں مسلمان ہو گئے ۔ قیمت [illegible]

مرصاد العباد ۔ حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ نے تصنیف کی سلوک و طریقت کے بیان میں لکھی ۔ قیمت [illegible]

سیر الاولیا ۔ یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز ۔ قیمت [illegible]

اکسیر ہدایت ۔ امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے ۔ قیمت [illegible]

عزیز القلوب امام غزالی کی ایک کتاب جس میں عبادات و اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان از مصنف کتاب جنت ہے ۔ [illegible]

ہشت بہشت ۔ یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات کے مطالعے سے نور ایمان حاصل ہوگا ۔ قیمت [illegible]

کشف المحجوب ۔ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے ۔ قیمت [illegible]

مکتوبات قدوسی ۔ [illegible] جو اسلام کی حقیقی روح کو سمجھنا چاہتے ہوں ان خطوط کا مطالعہ کریں ۔ قیمت [illegible]

مقاصد السالکین ۔ تصوف کی تعلیم کا حاصل دعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے ۔ قیمت [illegible]

تصوف اسلام (از مولوی عبد الباری ندوی) جس کا ایک ایک نکتہ تصوف و سیر اسلامی کے سر چشمہ کا علم سے کھینچا ہے ۔ قیمت [illegible]

نفحات الانس ۔ مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیا جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے ۔ قیمت [illegible]

تذکرۃ الاولیا ۔ شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جس کے مطالعے سے ہزاروں صاحب دل بنے ۔ قیمت [illegible]

حالات مشائخ نقشبندیہ ۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیائے کرام کے حالات و مقامات ۔ قیمت [illegible]

تذکرہ اولیائے ہند ۔ اس میں تمام سلطان کے ہندوستانی اولیائے کرام کے حالات و مقامات ۔ مشاہیر ۔ قیمت [illegible]

روضۃ القیومیہ (دو جلد) مجدد الف ثانی حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد نقشبند ثانی ، مرزا مظہر جان جاناں وغیرہ علما کے حالات ۔ [illegible]

کتاب الشفا ۔ قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہئیں ۔ قیمت [illegible]

تاریخ

تاریخ ابن خلدون ۔ علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ ۱۱ جلدوں میں ۔ قیمت [illegible]

مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۲ جلد میں ۔ اس کا مشہور مقدمہ ۔ [illegible]

تاریخ اسلام ۔ سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کو مختصر پیش کیا ہے ۔ قیمت [illegible]

تاریخ الحرمین ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات اور خانۂ کعبہ ، مسجد نبوی کی قرآنی و جغرافی کی تاریخ ۔ قیمت [illegible]

تاریخ عرب ۔ عرب کے جغرافیہ ، تاریخ ، عربی قوم کا قدیم تمدن ، عرب کی تعلیم و تہذیب ، توہمات و اختراعات ۔ قیمت [illegible]

حالات عراق عرب و عراق ۔ وہ ملک جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہے اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں ۔ قیمت [illegible]

تاریخ ایران ۔ ساسانیوں اور زرتشتیوں کے قدیم ایران کی تاریخ جو عہد اسلام کے ظہور ہونے تک ہے ۔ قیمت [illegible]

تاریخ مصر ۔ مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے کبھی یہاں دارالخلافت تھا ۔ قیمت [illegible]

تاریخ مغرب ۔ شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک عربی نسخہ سے کیا گیا ہے ۔ قیمت [illegible]

تاریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ ۔ شمالی افریقہ کی اسلامی حکومتیں جہاں اس وقت امیر عبد الکریم ریفی برسر پیکار ہیں ۔ قیمت [illegible]

مسلمانان اندلس ۔ اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا ؟ اس کی اجمالی تاریخ ہے ۔ قیمت [illegible]

خلافت موحدین ۔ شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات ۔ قیمت [illegible]

تاریخ ہندوستان ۲ جلد ۔ عہد اسلامی کی مفصل تاریخ ۔ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ مرحوم ۔ قیمت [illegible]

نیرنگ افغان ۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی سلطنت کی ادبی و ملکی تاریخ ۔ قیمت [illegible]

حکومت اورنگ زیب ۔ عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ ۔ نواب مرزا اسد بیگ خاں منشی حیدرآباد دکن ۔ قیمت [illegible]

اخبار الاندلس ۔ اسپین کی ہشت صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ ضخیم جلدوں میں ۔ قیمت [illegible]

موحدین ۔ سپین کی سلطنت کے عروج کی مستند تاریخ ۔ [illegible]

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی ۔ لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام ۔ سیرۃ رسول کی قدیم تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے ۔ قیمت [illegible]

اسوۂ حسنہ ۔ سیرۃ رسول میں علامہ ابن قیم کی کتاب جس کا جواب نہیں ہو سکتی ہے ۔ قیمت [illegible]

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب } مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف دیدہ سیرۃ رسول ۔ قیمت [illegible]

اسلام ۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن مجید کی ایک کتاب سیرۃ رسول بہت مقبول ہوئی ۔ قیمت [illegible]

سیرۃ النبی ۔ مولانا شبلی کی مشہور تالیف ۔ قیمت جلد اول [illegible] جلد دوم [illegible] جلد سوم [illegible]

رحمۃ للعالمین (دو جلد) قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی سیرت النبی بہت پسندیدہ و قابل دید ہے ۔ [illegible]

سیر الصحابہ (دو جلد) صحابہ کرام کے حالات ، عبادات ، اخلاق و معاشرت اور علمی کارناموں کا قابل دید ذخیرہ ۔ [illegible]

سیر الصحابیات ۔ ازواج مطہرات و بنات طاہرات اور اکابر صحابیات کے سوانح اور مذہبی ، اخلاقی و علمی کارنامے ۔ [illegible]

سیرۃ عمر بن عبد العزیز [illegible]	سیرۃ عثمان [illegible]	امام مالک [illegible]
سیرۃ ابو بکر [illegible]	ذی النورین [illegible]	جنید بغدادی [illegible]
سیرۃ [illegible]	ابو الحسنین [illegible]	ذکر غوث پاک [illegible]
سیرۃ رسول [illegible]	سیرۃ حفصہ [illegible]	خواجہ معین الدین چشتی [illegible]
تذکرۃ المصطفیٰ [illegible]	سیرۃ عائشہ [illegible]	الغزالی [illegible]
تذکرۃ الحبیب [illegible]	سیرۃ صدیقہ [illegible]	سلطان نظام الدین [illegible]
حضرت محمد صلعم [illegible]	ازواج النبی [illegible]	الماسون [illegible]
رسول عربی [illegible]	امت کی مائیں [illegible]	الامین [illegible]
سیرۃ انبیا [illegible]	الزہرا [illegible]	سلطان محمود غزنوی [illegible]
خاتم النبیین [illegible]	خاتون جنت [illegible]	البرامکہ [illegible]
پیغمبر اعظم [illegible]	بنات رسول [illegible]	سیرۃ عباس [illegible]
ذکر مبارک [illegible]	سیرۃ الحسین [illegible]	حضرت سید احمد [illegible]
تذکرۃ الانبیا [illegible]	ابو عبیدہ [illegible]	البیرونی [illegible]
سلطان الانبیا [illegible]	سیرۃ علی [illegible]	سوانح احمدی [illegible]
سیرۃ الصدیق [illegible]	سیرۃ فاطمہ [illegible]	دہلی [illegible]
صدیق اکبر [illegible]	خالد بن ولید [illegible]	ابن رشد [illegible]
فاتح امین [illegible]	سیرۃ عمر بن عبد العزیز [illegible]	حیات سعدی [illegible]
الفاروق [illegible]	سیرۃ عثمان [illegible]	کرم خان [illegible]
سیرۃ الفاروق [illegible]	سیرۃ الخلفا [illegible]	

ایڈیٹر ۔ عبد الماجد دریابادی ، اسحاق علی علوی پرنٹر پبلشر نے الناظر پریس باغ ... وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا ۔